اپنی تربیت کیسے کریں

تربیت کا مفہوم و مقصود

خرم مراد

یہ تربیت کے موضوع پر ایک زیر تحریر کتاب کا ایک باب ہے۔ زندگی رہی اور تکمیل کی کوشش جاری رہی، تو ان شاءاللہ وقتاً فوقتاً دیگر ابواب بھی پیش کیے جاتے رہیں گے۔

اپنی تربیت کیسے کریں؟ یہ ہماری زندگی کا انتہائی اہم سوال ہے۔ اتنا اہم کہ ساری زندگی کی ہمیشہ ہمیشہ کی کامیابی یا ناکامی کا انحصار اسی سوال پر ہے۔ یہ سوال زندگی بھر درپیش رہتا ہے، کیونکہ تربیت کی جستجو آخر دم تک کی جستجو ہے۔ یہ بڑا پریشان کن سوال بھی ہے۔ بار بار پریشان کرتا ہے، اور نئے مسائل کھڑے ہو جاتے ہیں، پرانی ناکامیوں سے کسی طرح پیچھا چھوٹنے نہیں پاتا کہ نئی ناکامیاں دامن گیر ہو جاتی ہیں۔ آرزوئے دل اور محبوب نظر کی جستجو میں نکلتے ہی قدم قدم پر رکاوٹیں سامنے آتی ہیں۔

ارادے کرتے ہیں، عزم کرتے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ عزم و ارادے سے زیادہ کمزور کوئی چیز ہی نہیں۔ پختہ عہد و پیمان باندھتے ہیں، سب ٹوٹ جاتے ہیں۔ لمبے چوڑے منصوبے بناتے ہیں، سب دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ خواہشات کے جھکڑ چلتے ہیں، سب کچھ اکھاڑ پھینکتے ہیں۔ جذبات کا طوفان اٹھتا ہے، سب کچھ غرق کر دیتا ہے۔ علم کی کمی نہیں ہوتی۔ خوب معلوم ہوتا ہے کہ کیا چیز نیکی ہے اور کیا چیز بدی، لیکن فیصلہ کن وقت آتا ہے تو سب کچھ بھول جاتا ہے، نیکی ایک طرف رکھ دیتے ہیں اور برائی میں پڑ جاتے ہیں۔ توبہ استغفار کرتے ہیں، پھر وہی گناہ دوبارہ کرتے ہیں، بار بار کرتے ہیں۔

پھر مایوسی کے تاریک سائے ڈیرے ڈالنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہمت جواب دینے لگتی ہے۔ حوصلے پست ہونے لگتے ہیں۔ بہانوں اور عذرات کا سہارا ڈھونڈنے لگتے ہیں۔ کوشش اور عمل کی باگ ہاتھ سے چھوٹنے لگتی ہے۔ پھر دل بے معنی چیزوں کی تلاش شروع کر دیتا ہے: کوئی نسخہ ایسا ہو کہ ارادے اور عزم میں کبھی کمزوری نہ آئے، دنیا کی محبت دل سے نکل جائے، ایک دفعہ توبہ کر لیں تو گناہ دوبارہ سرزد نہ ہو۔ حالانکہ ایسا نسخہ تو فرشتوں کی فطرت میں ودیعت ہے، پھر انسان کی کیا ضرورت تھی۔ یا کوئی ایسا مرد کامل مل جائے جو ہاتھ پکڑے اور بیڑا پار کرا دے۔ کسی کی توجہ، کسی کی نظر، کسی کی دعا ایسی ہو کہ کوشش اور مجاہدے کے بغیر ہی تربیت ہو جائے۔ لیکن ایسے مرد کامل تو انبیا بھی نہ تھے۔ پھر جب ان تمام چیزوں میں ناکامی ہوتی ہے---- اور ناکامی کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے---- تو ہم اپنی حالت پر

قانع ہوجاتے ہیں، اس کے عفو وکرم سے امید لگا لیتے ہیں، تربیت کے سارے عزائم اور منصوبے ---- جو اکثر خواہشات سے زیادہ اور کچھ نہیں ہوتے ---- اٹھا کر ایک طرف رکھ دیتے ہیں۔ پھر کسی اور طرف بھی نکل جاتے ہیں، الٹے پاؤں واپس بھی پھر جاتے ہیں۔

ان مسائل اور کیفیات و واردات کی وجوہات مختلف ہوتی ہیں۔ کہیں تربیت اور تعمیر سیرت کے تصورات و مفہوم کے بارے میں غلط فہمیاں ہوتی ہیں۔ کہیں ان کے بارے میں غلط توقعات اور معیارات ہوتے ہیں۔ کہیں صحیح طریقوں کا علم نہیں ہوتا۔ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کہاں سے شروع کریں اور کیسے آگے بڑھیں۔ کہیں کمزوریوں اور برائیوں کے سرچشموں سے غفلت ہوتی ہے۔ کہیں غلو اور تعمق ہوتا ہے۔ کہیں گمراہ کن محرکات کا نل کھلا رہتا ہے، اور ہم فرش خشک کرنے میں مشغول رہتے ہیں۔

اس طرح ہمیں بار بار ایسا لگنے لگتا ہے کہ تربیت سے زیادہ دشوار اور مشکل، کوئی اور کام ہے ہی نہیں، بلکہ شاید تربیت کرنا ہمارے بس میں ہی نہیں۔

اپنی تربیت کیسے کریں؟ کتاب میں، میں نے آپ کے اسی انتہائی اہم اور پریشان کن سوال کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ میں نے یہ بھی کوشش کی ہے کہ جو کام انتہائی دشوار اور ناممکن سا لگتا ہے، اس کی یہ حقیقت کھل جائے کہ وہ بڑا آسان کام ہے۔ اور اسے بڑا آسان ہونا ہی چاہیے تھا۔ اور جو کام ہم محض خواہش اور تمنا سے کرنا چاہتے ہیں، اس کے بارے میں یہ یقین بھی حاصل ہوجائے کہ وہ کام ارادے اور عملی کوشش کے بغیر ہو نہیں سکتا۔ ایسی عملی کوشش جو سادا بھی ہے، آسان بھی اور بالکل آپ کے بس اور اختیار میں بھی۔

تربیت، اپنی زندگی کی باگ ڈور اور چارج خود سنبھال کر خود ہی کرنے سے ہوتی ہے۔ صرف کتابیں پڑھنے، درس اور وعظ سننے، کورس اور پروگرام میں شریک ہونے، اور صحبتوں میں بیٹھنے سے بھی نہیں ہوتی۔ کوئی دوسرا وہ کام ہرگز نہیں کر سکتا جو آپ کے کرنے کا ہے۔ اللہ کی توفیق اور راہنمائی کے بغیر، اس کے ہاتھ پکڑ کے چلانے کے بغیر بھی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ لیکن اللہ کی یہ توفیق اور یہ دست گیری، اپنے کرنے ہی سے نصیب ہوتی ہے۔ یَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ، وہ اپنی طرف اسی کو چلاتا ہے جو اس کی طرف رخ کرتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ اھْتَدَوْا زَادَھُمْ ھُدًی، وَّاٰتٰھُمْ تَقْوٰھُمْ، وہ لوگ جو راہ پر آتے ہیں، انھیں اللہ اور زیادہ ہدایت دیتا ہے اور انھیں ان کے حصے کا تقویٰ عطا کرتا ہے۔

یہ کتاب بھی آپ کو اپنے کرنے کی ذمہ داری سے فارغ نہیں کرے گی۔ جو کام آپ کے کرنے کا ہے، وہ نہیں کرے گی۔ اس میں کوئی "دکھ جا سم سم" کا نسخہ نہیں، جو پڑھتے ہی تزکیہ و تربیت کے خزانوں کے دروازے آپ کے لیے کھول دے گا۔ اس میں کوئی طلسماتی چھڑی بھی نہیں کہ اس کو ہلاتے ہی آپ کی خود بخود ماہیت قلب ہو جائے گی۔ لیکن ہماری کوشش یہ ہوگی کہ تربیت و تزکیے کی

اور تعمیر سیرت کی صاف، سیدھی اور آسان شاہراہ آپ کے سامنے کھل جائے۔ وہ غلط فہمیاں دور ہو جائیں جو غلط راہوں پر لے جاتی ہیں، یا مایوسی میں مبتلا کرتی ہیں۔ کوئی کتاب زندگی بھر کی جستجو کے ہر پہلو کا احاطہ نہیں کر سکتی، نہ ہر سوال کا جواب اور ہر مشکل کا حل فراہم کر سکتی ہے۔ لیکن ہماری کوشش ہوگی کہ آپ کے ہاتھ میں جامع اور بنیادی امور پر مشتمل ایک مختصر سا دستورالعمل آجائے، اور وہ بنیادی خطوط اور کنجیاں بھی آجائیں جن کی روشنی میں آپ خود، باذن اللہ، اپنی راہ بنا سکیں، بند دروازے کھول سکیں، سوالات کے جواب اپنے دل سے پوچھ سکیں، اپنی مشکلات خود حل کر سکیں۔ ساتھ میں یہ صرف آپ کے علم میں اضافہ ہی نہ کرے، بلکہ کسی نہ کسی درجے میں اس علم کے مطابق عمل کرنے کا جذبہ، ولولہ، شوق اور استعداد بھی پیدا کرے۔

وبيد الله التوفيق ، وهو المستعا ن

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اور امید ہے --- کہ وہ اس کتاب کو قارئین کے لیے معاون و مددگار بنائے، اور اس راستے پر، الیُسریٰ پر --- چلنے کو آسان کر دے، جو نیکی اور تقویٰ کا راستہ ہے، جہاد اور غلبہ دین کا راستہ ہے، مغفرت اور جنت کا راستہ ہے، قرب الٰہی اور رضوان من اللہ کا راستہ ہے۔

اہمیت اور محبوبیت کیوں؟

تربیت، انتہائی اہم اور زندگی کے لیے ناگزیر چیز ہے۔ تربیت ہر دل کی آرزو ہے، ہر دل کو محبوب ہے۔ ایسا کیوں ہے؟

زندگی کی ساری تگ و دو محبوب مقاصد کے حصول میں کامیابی کے لیے ہوتی ہے۔ زندگی میں سارا رنگ اور مزہ انھی محبوب مقاصد کے حصول کے دم سے ہے۔ اس سے بحث نہیں کہ وہ مقاصد کیا ہیں۔ وہ اعلیٰ بھی ہو سکتے ہیں اور ادنیٰ بھی، وسیع بھی ہو سکتے ہیں اور تنگ بھی، مادی بھی ہو سکتے ہیں اور معنوی بھی، انفرادی بھی ہو سکتے ہیں اور اجتماعی بھی، اچھے بھی ہو سکتے ہیں اور برے بھی۔ جیسے مقاصد ویسی تربیت۔ اس سے بھی بحث نہیں کہ ایک انسان نے جن مقاصد کو محبوب بنایا ہے، اور جن کے حصول میں کامیابی کو محبوب بنایا ہے، اور جن کے لیے وہ کوشاں ہے، وہ اس لائق بھی ہیں یا نہیں کہ ان کو مقصود و محبوب بنایا جائے۔ تم کو تو انسانی فطرت کی یہ حقیقت یاد رکھنا چاہیے کہ جو بھی مقاصد ہوں، جب وہ محبوب ہو جاتے ہیں، تو ان کے حصول میں کامیابی بھی محبوب ہو جاتی ہے۔

کامیابی کے لیے ہی قرآن مجید نے مختلف مقامات پر فوز اور فلاح کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ ایک دفعہ تم نے انسانی فطرت اور تگ و دو میں کامیابی یا فوز اور فلاح کا مقام جان لیا، تو تمھارے اوپر

قرآن کے ان تمام مقامات کے معانی کھل جائیں گے جن کا مرکز، حقیقی فوز اور فلاح کی طرف دعوت اور رہنمائی ہے۔

جب کوئی مقصد محبوب ہوتا ہے، تو اس مقصد میں کامیابی کے لیے تم وہ سارے ذرائع اور وسائل جمع کرتے ہو اور لگاتے ہو جو اس کامیابی کے لیے درکار ہوں، ان ذرائع و وسائل کو تم نشوونما دے کر، تراش خراش کر اس لائق بھی بناتے ہو کہ وہ کامیابی کے حصول میں پوری طرح مدو معاون ہوں۔ اور تم وہ ساری تگ و دو اور سعی و کوشش بھی کرتے ہو جو کامیابی کے لیے درکار ہو۔

اب یہاں ایک بات یہ اچھی طرح جان لو کہ اگر کسی چیز کے مقصد ہونے کا تمھیں دعویٰ ہے تو وہ تمھیں کتنا محبوب ہے، اس کی کسوٹی نہ تمھاری زبان سے اعلان ہے نہ تمھارے قلم سے۔ اس کی کسوٹی تو صرف یہ ہے کہ تم اس مقصد میں کامیابی کے لیے درکار ذرائع اور وسائل جمع کرتے ہو یا نہیں، اور کامیابی کے حصول کے لیے بھرپور تگ و دو کرتے ہو یا نہیں۔

دوسری بات یہ بھی اچھی طرح جان لو کہ جب مقصد واضح ہو اور واقعی محبوب ہو تو وہ خود ہی اپنے حصول کے لیے راہ نما اور استاد کا کام بھی کرتا ہے، وہ خود ہی منارۂ نور اور قطب نما بھی بن جاتا ہے۔ بلکہ بعض حالات میں تو وہ ان وظائف کے لیے کافی ہوتا ہے، اور کسی اور ذریعہ کا محتاج نہیں ہوتا۔ یعنی مقصد بھی بتا دیتا ہے کہ اس کے حصول کے لیے کیا وسائل و ذرائع درکار ہیں، ان کو کیا اور کس طرح نشوونما دینا ہے۔ وہ نشانات راہ بھی بتاتا ہے، راہیں بھی کھولتا ہے، طریقے بھی بتاتا ہے، اور سمت بھی صحیح رکھتا ہے۔

وسائل و ذرائع کیا درکار ہیں، اور ان کو نشوونما دے کر کیا بنانا ہے کہ وہ مفید مطلب ہوں، اس کا سارا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ مقصد کیا ہے۔ اگر تمھیں سپاہی بننا ہے تو کتاب قلم نہیں، ہتھیار درکار ہوں گے۔ اگر عالم بننا ہے تو کتاب قلم کی ضرورت ہوگی۔

لیکن ایک چیز جس کی تمھیں ہر مقصد کے حصول کے لیے ضرورت ہوگی، وہ تمھاری اپنی شخصیت ہے۔ شخصیت کا لفظ ہم وسیع معنوں میں استعمال کر رہے ہیں۔ تمھارا جسم، تمھاری عقل، تمھاری معنوی صلاحیتیں، تمھارا دل، تمھارے جذبات، تمھارا کردار، تمھارے اخلاق، غرض ہر چیز شخصیت میں شامل ہے۔ اپنی شخصیت کو نشوونما دے کر اس بات کا اہل بنانا کہ وہ اپنا محبوب مقصد حاصل کر لے، اسی کا نام تربیت ہے۔ مقصد کے حصول میں کامیابی کے لیے جو کچھ بننا ہمارے لیے ضروری ہے، یا جو کچھ ہم بننا چاہیں، وہ تربیت کے بغیر نہیں بن سکتے۔ اسی طرح جو محبوب مقصد ہم حاصل کرنا چاہیں، وہ ہم اس وقت تک صحیح طور پر یا مکمل طور پر حاصل نہیں کر سکتے جب تک اس کے لیے خاطر خواہ تربیت ہم حاصل نہ کرلیں، یا ہمیں حاصل نہ ہو جائے۔

یہ تربیت ہم منظم و مرتب کوشش سے بھی حاصل کرتے ہیں' اور بغیر کوشش کے بھی۔ اسی طرح شعوری طور پر بھی اور غیر شعوری طور پر بھی۔

ایک تربیت وہ ہے جو ہمارے جسمانی وجود کی تربیت ہے' ہمارے جسم کی' جسم میں بخشی ہوئی قوتوں اور صلاحیتوں کی' خصوصاً سوچنے سمجھنے' دیکھنے سننے (سمع' بصر اور فواد) اور عمل کرنے کی استعداد کی۔ اگرچہ اس کا بھی ایک حصہ اور ایک درجہ اپنے ارادے اور کوشش سے حاصل ہوتا ہے' مگر ہم خود کریں یا نہ کریں' چاہیں یا نہ چاہیں' یہ تربیت بڑی حد تک بہ ظاہر خود بخود ہوتی رہتی ہے۔ لیکن صرف بہ ظاہر۔ کیونکہ درحقیقت یہ ہمارے رب اور مربی کا دست قدرت و رحمت ہے جو ہماری یہ تربیت کرتا ہے۔ ماں کے پیٹ میں قرار پکڑتے ہی یہ تربیت شروع ہو جاتی ہے' اور عمر بھر جاری رہتی ہے۔ یہ تربیت نہ ہو تو ہمارا وجود' وجود میں ہی نہیں آسکتا' اور آجائے تو ایک بامعنی وجود نہیں بن سکتا۔

دوسری تربیت وہ ہے ہمارے معنوی وجود کی تربیت ہے۔ ہمارے دل و دماغ کی' ہمارے علم و فکر کی' ہمارے جذبات و احساسات کی' ہمارے اعمال و اخلاق کی اور ہمارے کردار اور سیرت کی تربیت ہے۔ اس تربیت کا ایک حصہ ہمیں پیدائشی طور پر ملتا ہے' ایک حصہ اپنے ماحول سے بھی ملتا ہے' لیکن فی الجملہ یہ تربیت ہمارے ارادے اور کوشش سے اور خود ہمارے کچھ کرنے سے ہوتی ہے۔ مگر غور کرو تو ہمارے ارادے اور کوشش کی حیثیت صرف شرائط کی ہے' ورنہ درحقیقت تو یہاں بھی ہمارے مربی' ہمارے رب اللہ تعالیٰ ہی ہیں' جن کو توفیق اور دست گیری کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ آخر اللہ کی پیدا کردہ اس کائنات میں کوئی چیز بھی ان کی مشیت اور تدبیر کے بغیر' خود بخود یا صرف کسی غیر اللہ کے کرنے سے کیسے ہو سکتی ہے؟

اس تربیت سے زیادہ اہم اور ضروری چیز ہمارے لیے اور کیا ہو سکتی ہے۔ اس کے نتیجے میں ہمیں عقلی' علمی' معنوی' جسمانی اور پیشہ وارانہ صلاحیتیں اور مہارتیں حاصل ہوتی ہیں' جن سے ہم دنیا کے بڑے بڑے کام انجام دیتے ہیں۔ اسی سے ہمیں نیک سیرت' بلند و پختہ کردار اور پاکیزہ اخلاق کی بیش بہا نعمتیں نصیب ہوتی ہیں۔ نیکی' پاک سیرت' مضبوط کردار اور حسن اخلاق دنیا کی سب سے خوب صورت چیزیں ہیں' سب سے زیادہ محبوب اور عزیز ہیں' سب سے زیادہ قیمتی ہیں۔ دنیاوی مقاصد میں کامیابی کے لیے بھی یہ ناگزیر ہیں۔ دنیا میں حقیقی محبوبیت بھی عموماً انھی کے ذریعے ملتی ہے۔ مگر آخرت میں تو اپنے رب اور مربی کے نزدیک مقبولیت اور محبوبیت' اور اس کی قربت اور جنت' صرف اسی تربیت کے ذریعے نصیب ہو سکتی ہے۔ ان نعمتوں سے بڑھ کر اور کیا چیز محبوب ہو سکتی ہے۔ پھر تربیت ہمارے ۔ں کی آرزو اور ہمارے دل کو محبوب کیوں نہ ہو' کہ ان محبوب مقاصد

کے حصول کا ذریعہ ہے۔

اسی لیے دنیا و آخرت کی فلاح کو تزکیہ و تربیت پر منحصر کر دیا ہے۔ فرمایا: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ' بے شک فلاح پا گیا جس نے بہ اہتمام اپنا تزکیہ آپ کیا (الاعلیٰ ۸۷: ۱۴)۔ اور فرمایا: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا بے شک فلاح پا گیا جس نے مسلسل تدریج کے ساتھ اپنی شخصیت کا تزکیہ کیا (الشمس ۹۱: ۹)۔ جنت کے سدا بہار باغ، نہریں اور بلند درجات اسی کے لیے ہیں "جو اپنے نفس کا تزکیہ کرے"۔ (طٰہٰ ۲۰: ۷۶)۔

مقصود تربیت: جنت

ہماری نگاہ و دل کے لیے کون سا مقصد سب سے بڑھ کر محبوب ہونا چاہیے، جس کے حصول میں کامیابی پر ہماری اپنی تربیت کی ساری کوشش مرکوز ہو۔

پہلے ہی قدم پر یہ فیصلہ کرنا اس لیے اہم اور ضروری ہے کہ جیسا مقصد ہو گا، اس کے حصول میں کامیابی کے تقاضوں کے مطابق ویسی ہی اپنی شخصیت ہمیں بنانا ہوگی اور اسی کے مطابق طریقے اختیار کریں گے۔ اگر کسی کا مقصد حصول علم ہے، تو کامیابی کے لیے وہ درس گاہوں میں جائے گا، اہل علم سے علم حاصل کرے گا، کتاب و قلم سے شغل رکھے گا، تجزیہ اور اظہار و بیان کی قدرت حاصل کرے گا۔ اگر کسی کا مقصد روحانی ترقی ہے، تو اسے ان میں سے کوئی چیز درکار نہ ہوگی۔ وہ کامیابی کے لیے خانقاہوں اور مشائخ کا رخ کرے گا، مجاہدہ و ریاضت کرے گا، ذکر و مراقبے سے شغل رکھے گا۔ اگر اسے جنگ لڑ کر جیتنا ہے، تو وہ کتاب و قلم اور ذکر و نفس کشی چھوڑ کر اسلحہ کا استعمال سیکھے گا اور قوت فراہم کرے گا۔

یہ بات ظاہر و عیاں ہے کہ ہماری زندگی کا سب سے محبوب مقصد، موت کے بعد زندگی میں جنت اور اللہ کی رضا و خوشنودی کا حاصل کرنا ہے۔ اللہ کے غضب اور اس کی آگ سے بچنا، اسی مقصد کی دوسری تعبیر ہے۔ آگ سے بچائے جائیں گے، اللہ کے غضب سے بچیں گے، لازماً جنت میں داخل ہوں گے اور رضائے الٰہی نصیب ہوگی۔ رضائے الٰہی جنت سے زیادہ بڑی چیز ہے، ورضوان من الله اکبر، لیکن دونوں میں کوئی تفاوت نہیں۔ جنت کی آرزو اور لالچ رضائے الٰہی کی طلب ہی کا تقاضا ہے۔ اللہ راضی ہو گا تو وہ آگ سے بچائے گا اور جنت میں داخل کرکے اپنی رضا سے سرفراز کرے گا۔ جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ کی رضا چاہیے، جنت سے کوئی سروکار نہیں، وہ رضائے الٰہی کے مفہوم سے واقف نہیں۔ دیکھو، ایک جگہ کہا گیا ہے کہ "وہ لوگ جو رضائے الٰہی کے حصول کے لیے اپنے نفس کو بیچ دیتے ہیں" (البقرہ) اور دوسری جگہ کہا گیا ہے کہ "اللہ نے مومنین سے ان کے جان و مال خرید لیے ہیں، اس عوض میں کہ ان کو جنت ملے گی" (التوبہ)۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بات کھول کر، تاکید کے ساتھ بار بار ہمارے سامنے رکھ دی ہے کہ زندگی کی ساری تگ و دو کا مقصد جنت کے حصول میں کامیابی ہونا چاہیے۔ اصل زندگی، باقی رہنے والی زندگی، موت کے بعد کی زندگی ہے۔ وہاں، دو چیزوں میں سے ایک کو منتخب کر لو۔ اپنا محبوب و مقصود بناؤ۔

وَفِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ وَّمَغْفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانٌ (الحدید ۵۷: ۲۰) اس کے برعکس آخرت وہ جگہ ہے جہاں سخت عذاب ہے اور اللہ کی مغفرت اور اس کی خوشنودی ہے۔

دنیا کی جس چیز کو بھی محبوب و مطلوب بناؤ گے، وہ دھوکے کی ٹٹی ہے، متاع الغرور ہے۔ اس لیے کہ آخری سانس نکلتے ہی وہ ساتھ چھوڑ جائے گی۔ اس زمین پر ہر چیز ہی فنا ہو جانے والی ہے، ختم ہو جانے والی ہے۔ باقی رہنے والی چیز صرف اللہ کی جلیل و کریم ذات ہے، اس کی خوشنودی ہے۔ دنیا کی چمکتی دمکتی چیزیں چاند سورج کی طرح ڈوبنے والی ہیں۔ ان کو زندگی کا محبوب بنایا تو ان کے ساتھ ساری زندگی کی تگ و دو اور ساری شخصیت بھی ڈوب جائے گی۔ اس لیے فرمایا:

سَابِقُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّۃٍ عَرْضُھَا کَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ، (الحدید ۵۷: ۲۱)

دوڑو، اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو، اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان و زمین جیسی ہے۔

ایک دوسری جگہ فرمایا: سارعوا، دوڑ کر چلو جنت کی راہ (آل عمران) تم کو زندگی بھر جنت کی طرف ہی دوڑ لگانا ہے ---- نہ ادھر دیکھنا، نہ ادھر سیکھنا، نہ ٹھیرنا، نہ ستانا ---- تو ساری تربیت اس دوڑ کو جیتنے کے لیے ہی ہونا چاہیے۔

زندگی میں رنگ اور مزہ مقاصد میں کامیابی کے دم سے ہے، تو سب سے بڑی کامیابی یہی ہے کہ تم جنت میں پہنچ جاؤ۔

وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ، فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّۃَ فَقَدْ فَازَ (آل عمران ۳: ۱۸۵)

اور تم اپنی (دنیا میں ساری تگ و دو کا پورا پورا اجر قیامت کے روز پاؤ گے۔ جو وہاں آتش دوزخ سے بچا لیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے، کامیاب دراصل وہی ہے۔

کامیابی بھی کیسی کامیابی! بہت بڑی کامیابی (الفوز الکبیر)، نمایاں کامیابی (اَلْفَوْزُ الْمُبِیْنُ)، عظیم الشان کامیابی (اَلْفَوْزُ الْعَظِیْمُ)! سولہ مقام پر اللہ تعالیٰ جنت میں داخلے اور وہاں کی نعمتوں کا بیان کر کے فرماتے ہیں وَذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔ ایک سو سے زیادہ مقامات پر انھوں نے جنت کی نعمتوں کو بیان کیا ہے۔ بعض جگہ تو ایک ایک چیز کی تفصیل بیان کی ہے۔ ان کا لالچ دیا ہے۔ انھی کو حاصل کرنے میں کامیابی کو زندگی بھر کا مقصود و مطلوب بنانے کی ترغیب دی ہے۔ کہا ہے کہ "یقیناً یہی عظیم الشان

کامیابی ہے۔ایسی ہی کامیابی کے لیے کام کرنے والوں کو کام کرنا چاہیے" (الصّٰفّٰت ۳۷: ۶۱) اور کہا ہے :" جو لوگ دوسروں پر بازی لے جانا چاہتے ہوں، وہ اس چیز کو حاصل کرنے میں بازی لے جانے کی کوشش کریں" (المطففین ۸۳: ۲۶) اس طرح شوق اور ولولہ پیدا کیا ہے، امنگ اور آرزو ڈالی ہے۔اور کارنامہ زندگی کے اختتام پر اسی انجام کو دل و نگاہ کا محبوب بنایا ہے:

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ- ارْجِعِيْ إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً- فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ- وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ- (الفجر ۸۹: ۲۷-۳۰)

اے نفس مطمئن، چل اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو (اپنی کامیابی سے) خوش (اور اپنے رب کے نزدیک) پسندیدہ ہے۔شامل ہو جا میرے نیک بندوں میں، اور داخل ہو جا میری جنت میں۔

یک سوئی کا فیصلہ

تربیت کی راہ میں پہلا قدم یہی ہے کہ تم جنت کے بارے میں یکسو ہو جاؤ، اور فیصلہ کر لو کہ یہی مقصود زندگی ہے، اسی کے حصول میں کامیابی مطلوب ہے۔ساری تربیت کا مقصود یہی کامیابی حاصل کرنے کے لائق بنناہے۔

ہم نے یکسوئی کے ساتھ فیصلہ کرنے کی بات کہی ہے۔یہ بہت اہم ہے۔یہ زندگی بھر کا فیصلہ ہے۔اسے ایک دفعہ سوچ سمجھ کر ناضروری ہے۔اگرچہ بعد میں بار بار دہرانا بھی ضروری ہے۔تم دو کشتیوں میں پاؤں رکھ کر کہیں بھی نہیں پہنچ سکتے۔ہمیشہ ڈگمگاتے اور لڑکھڑاتے رہو گے۔ساحل ہاتھ نہ آئے گا۔بد قسمتی سے آج ہمارے تربیت کے بیش تر مسائل اسی دوغلے پن کی وجہ سے ہیں۔تم ایک دفعہ جست لگا کر جنت کی کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ذہنی، قلبی اور نفسیاتی طور پر مکمل یکسوئی کے ساتھ، عملاً پہلا قدم راہ پر رکھ دو۔پھر دیکھو کیا کیا نہیں ہو سکتا۔

اس مقصد کے لیے مفید ہو گا اگر تم وضو کرو، دو رکعت نماز پڑھو، اپنی بساط بھر پورے خشوع و خضوع سے پڑھو۔پھر دوزخ کے سارے عذاب اور جنت کی ساری نعمتیں یاد کرو، اور اس وقت کا تصور کرو جب ملک الموت آکر کہے گا کہ "وقت ختم! اب میرے ساتھ چلو"۔اور اس وقت کا بھی، جب اللہ کے حضور، روبرو کھڑے ہوگے، اور زندگی بھر کا فیصلہ ہو رہا ہو گا۔اور بس پھر فیصلہ کر لو کہ مجھے اپنی بساط بھر جنت کے لیے پوری پوری کوشش کرنا ہے۔پھر اللہ سے رو کر، گڑگڑا کر، دعا کرو۔اس کے بعد جب اور جتنی بار چاہو، مانگتے رہو۔اور جن الفاظ میں چاہو مانگو:

اللهم اني اسئلك الجنة، وما قرب اليها من قول او عمل، و اعوذبك من النار، وما قرب اليها من قول و عمل (ابن ماجه)

اے اللہ، میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں، اور ہر اس قول اور عمل کی توفیق جو مجھے جنت سے قریب کرے۔ اور میں آگ سے پناہ مانگتا ہوں، اور ہر اس قول اور عمل سے جو مجھے آگ سے قریب کرے۔

اللھم انی اسئلک ایمانا لایرتد، ونعیما لاینفد، وقرۃ عین لاتنقطع، ورافقۃ نبیک سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی اعلی جنات الخلد (ابن ابی شیبہ)۔[۵]

اے اللہ میں تجھ سے ایمان مانگتا ہوں جو کبھی نہ چھینا جائے، اور وہ نعمت جو کبھی نہ مٹے، وہ لذت جو کبھی نہ ختم ہو، اور ہمیشہ کی جنت کے بلند ترین درجات میں میں تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت مانگتا ہوں۔

عادات و اعمال کی اصلاح و تعمیر، سیرت و کردار کی تعمیر، یہ زندگی بھر کا کام ہے۔ بتدریج ہو گا۔ ہوتا رہے گا لیکن کسی چیز سے محبت ہو جانا، اس کی طلب پیدا ہو جانا، اس کو حاصل کرنے کے لیے تڑپ اٹھنا، اور اس میں لگ جانا، یہ لمحہ بھر کا کام ہے۔ محبت پہلی نظر میں بھی ہو جاتی ہے۔ طمع و خواہش کے غالب آتے ہی آدمی جست لگا لیتا ہے۔

برکات و ثمرات

یہ فیصلہ ناگزیر ہے۔ اس لیے کہ اسی سے ہی تمھاری تربیت کے مناہج، نقوش و خطوط، طریقے اور تدابیر کا تعین ہو گا۔

یہی تمھارے لیے کسوٹی کا کام کرے گا۔ کیا بات کرو، کیا نہ کرو، کس طرح کرو، کیا کام کرو، کیا نہ کرو، کیا صفت پیدا کرو، کیا نکالنے کی کوشش کرو۔ یہ فیصلہ اس طرح کرو گے کہ کیا چیز جنت کے قریب لے جائے گی، اور کیا چیز اس سے دور اور جہنم سے قریب۔ کیا چیز اللہ کو خوش کرے گی، اور کیا چیز اسے ناراض۔ قانونی مسائل کے صحیح علم میں مشکل پیش آسکتی ہے۔ یہ باتیں تو سب کو معلوم ہیں۔ چنانچہ، جیسا ہم نے کہا، یہ فیصلہ تمھارا سب سے بڑا راہنما اور معلم بن جائے گا۔

یہ فیصلہ تمھیں وہ ساری قوت اور جذبہ اور تحریک فراہم کرے گا، جو تمھیں تربیت کی راہ میں درکار ہوگی۔ سچی بات ہے کہ اگر تمھارے دل کو لگ جائے کہ تمھیں کسی منزل پر پہنچنا ہے، کچھ بننا ہے، کچھ حاصل کرنا ہے، تو پھر یہ فیصلہ بھی تمھاری تربیت کے لیے کافی ہو سکتا ہے۔ یہ تم کو آگے بھی بڑھائے گا اور تمھاری سمت بھی درست کرے گا۔ بغیر اس کے کہ کوئی خارجی ذریعہ یہ کام کرے۔ اس کی مثالیں موجود ہیں کہ مکہ میں لوگ آئے، ایمان لائے، جنت کا سودا کیا، چند سورتیں سیکھیں، واپس چلے گئے۔ جیسے طفیل بن عمرو دوسیؓ اور ابوذر غفاریؓ۔ پھر اس وقت آئے جب حضورؐ مدینے پہنچ چکے تھے۔ لیکن یہ اپنے ایمان اور اسلام پر قائم بھی رہے اور ترقی بھی کرتے رہے۔

فیصلہ کرو گے تو یہ بھی اچھی طرح جان لو کہ جنت کے علاوہ ہر چیز جو بہ ظاہر مقصود و مطلوب ہے،

اور جس کے حصول میں کامیابی تمھیں محبوب ہے، وہ فی الواقع مقصود حقیقی نہیں۔ تربیت بھی خود مقصد نہیں، نیک سیرت بھی خود مقصد نہیں، حسن اخلاق بھی خود مقصد نہیں، دعوت و جہاد بھی خود مقصد نہیں، غلبہ اسلام اور اقامت دین بھی خود مقصد نہیں۔ ہر چیز جنت کے حصول کا ذریعہ ہے، جس حد تک وہ صالح ہو، خالص ہو، اور آخرت میں باقی رہ جائے۔ ورنہ ان میں سے ہر چیز بھی فنا ہونے والی ہے۔

اگر تم اس بات کو اچھی طرح جان لوگے، اور اچھی طرح یاد رکھوگے، تو تربیت کی راہ کی بہت سی مشکلات دور ہوجائیں گی، بہت سے مسائل حل ہوجائیں گے، بہت سے فتنوں کی جڑ کٹ جائے گی۔ تربیت کی راہ آسان اور صاف ہوجائے گی۔ تربیت ہی کی نہیں، پورے دین پر عمل کی راہ بھی ان برکتوں سے معمور ہوجائے گی۔ اور دین کی ہر تعلیم اور ہر حکم پر عمل بھی تربیت کا ذریعہ ہی تو ہے۔ دین کی راہ دراصل تربیت ہی کی راہ ہے۔

پھر تم کچھ کرنا چاہوگے اور نہ کرسکوگے، کچھ چھوڑنا چاہوگے اور نہ چھوڑسکوگے، کچھ بننا چاہوگے اور نہ بن سکوگے، تو نہ ہمت ہاروگے نہ مایوس ہوگے۔ ان میں سے کوئی چیز مقصود نہیں، مقصود جنت ہے۔ ہر کوشش کا اجر جنت ہے۔ ہر گناہ کے بعد استغفار کا موقع ہے، اور مغفرت جنت کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ پھر کوئی تمھاری دعوت قبول نہ کرے، کوئی تمھاری انا اور نفس کو ٹھیس پہنچائے، تم کو برسوں کام کرکے بھی دین کی راہ میں پیش رفت نصیب نہ ہو، تو بھی تم اسی عزم اور حوصلے کے ساتھ چلتے رہوگے۔ اس لیے کہ تم ان میں سے کسی کی طرف نہیں دوڑ رہے تھے، تم جنت کی طرف دوڑ رہے تھے۔

پھر تمھیں نہ خود اپنے اندر کمال کی طلب ہوگی، نہ دوسروں میں، اور نہ دوسروں کے نقائص کی وجہ سے تم اپنا کام ادھورا چھوڑ کر اپنی جنت کی منزل کھوٹی کرنا چاہوگے۔ اس لیے کہ مکمل کمال صرف اللہ کو حاصل ہے، اور تمھارا مطلوبہ کمال فرشتوں کو، جو گناہ کر ہی نہیں سکتے۔ لیکن فرشتوں کے لیے جنت کی منزل نہیں۔ جہاں تمھیں اپنے کمال میں زوال یا نقص نظر آئے گا، وہیں تم اللہ کی پناہ لوگے، استغفار کروگے، اور مغفرت و جنت کی طرف چلنا شروع کروگے۔

جامعیت

یہ غلط فہمی نہ ہو کہ جنت، اور صرف جنت کو مقصود بنالینے سے دیگر تربیتوں کا محرک یا ضرورت ختم ہوجائے گی۔ کسی اور چیز کو تربیت کا مقصد بناؤگے تو جنت خارج ہوجائے گی۔ جنت کو بناؤگے تو یہ اتنا جامع مقصد ہے کہ ہر نوع کی تربیت اس میں شامل ہوجائے گی۔ کیا دیانت داری جنت میں نہیں لے جائے گی؟ پھر کیا اپنے فرائض کو دیانت داری اور بہ حسن و کمال انجام دینا جنت میں نہیں لے

ۓ گا؟ پھر کیا اس مقصد کے لیے تربیت بھی جنت میں داخل ہونے کے لیے تربیت میں شامل نہ
ں؟ کیا زراعت و تجارت کر کے لوگوں کی ضروریات پوری کرنا جنت سے قریب نہیں کرے گا؟ کیا
کاموں کو دیانت اور حسن و خوبی سے انجام دینے پر جنت نہیں ملے گی؟ پھر ان کے لیے تربیت جنت
لیے تربیت کے دائرہ سے باہر کیوں ہو۔ کیا لایعنی چیزوں کو ترک کر دینا اسلام کا حسن نہیں؟ کیا
ں کے صحیح استعمال کی تربیت جنت میں جانے کے لیے ضروری نہ ہوگی؟ کیا نماز کا وقت پر پڑھنا جنت
لے جانے میں مدد نہیں کرے گا؟ پھر کیا زندگی کے سب کام وعدوں کے مطابق وقت پر انجام
ۓ کی تربیت جنت کا مستحق نہیں بنائے گی؟ وعدوں کی پابندی تو ان اعلیٰ نیکیوں میں شامل ہے جن پر
حتاً جنت کا وعدہ ہے۔ غرض جس پہلو سے غور کرو، ہر تربیت، جو ناجائز یا ناجائز مقاصد کے لیے نہ
ر جنت کی نیت سے ہو، جنت کی تربیت ہے۔ یہ مقصد انتہائی جامع مقصد ہے۔

ری بات: پہلا قدم

تربیت کی راہ پر پہلا قدم یہی ہے کہ تم جنت کو ہی، اور صرف جنت کو، اپنی زندگی کا محبوب و
ب بنالو۔ جنت ہی پر اپنی نگاہیں جمالو۔ دل کو اسی کی آرزو، طمع اور امید سے بھر لو۔ چلو تو اس کی
ـ چلو، دوڑو تو اس کی طرف دوڑو۔
یہ تمہارا سوچا سمجھا فیصلہ ہو، اس پر تمہارا دل پوری طرح مطمئن ہو۔ یہ تمہارے دل پر نقش
یہ ہمیشہ تمہاری آنکھوں کے سامنے رہے۔ تم اسے بار بار یاد کرتے رہو۔ تمہاری زبان پر بھی اس
چاہو۔

تحریکی ساتھیوں اور بچوں کیلئے سمع و بصر کی نئی فخریہ پیشکش

جناب قاضی حسین احمد
کے ولولہ انگیز خطابات

مختلف موضوعات پر ۳۵۰ آڈیو وڈیو کیسٹ

۴ خوبصورت کتب اور ایک کیسٹ پر مبنی کتاب کہانی

۱۳-اوراق اور ۵ رنگ کی طباعت
گھر اور دفتر کیلئے سدا بہار کیلنڈر

• انسان کی حقیقت
• عذاب الٰہی سے بچنے کی صورت
(قاری اشرف ھاشمی)
• دعوت و اصلاح کا قرآنی پروگرام
• حی علی الفلاح
(خرم مراد)

• کیسٹ ڈائجسٹ
(والیم: ۱ تا والیم: ۱۰)
• اسلامی کہانیاں (انگریزی)
تحریر: خرم مراد
آواز: ضیاء محی الدین
• جہاد (یوسف اسلام)
انگریزی ترانے

تفصیلات کے لیے
سمع و بصر علی ہائٹس ۹۔ کمرشل زون کریم بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
فون: ۵۴۱۱۵۴۶ فیکس: ۵۴۱۹۵۴۱